اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

متحدہ مجلس عمل .... ایک جائزہ

پاکستان میں چھوٹی بڑی سیاسی جماعتیں جہاں اقتدار کے حصول کے لیے سرگرم عمل رہتی ہیں۔ وہاں دینی جماعتیں بھی سیاست کا شوق پورا کرتی ہیں۔ اکثر و بیشتر جماعتیں سیاسی اتحاد قائم کرتی ہیں۔ جن میں دینی جماعتوں کے ساتھ بعض سیاسی اور ہم خیال جماعتیں بھی شامل ہوجاتی ہیں۔ کبھی قومی اتحاد کے نام پر تحریک برپا کرتی ہیں، تو کبھی اسلامی جمہوری اتحاد کے نام سے اپنا وجود منواتی ہیں۔ کبھی اسلامی ملی یکجہتی کونسل کا نام رکھا جاتا ہے اور کبھی متحدہ مجلس عمل!

پانچ سال قبل وجود میں آنے والی متحدہ مجلس عمل نے (جس میں پاکستان کی تمام معروف اور قابل ذکر دینی جماعتیں شامل تھیں) انتخابات میں بھرپور حصہ لیا۔ جس کے نتیجہ میں انہیں بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ صوبہ سرحد میں متحدہ مجلس عمل کی حکومت بنی اور بلوچستان میں شریک اقتدار ہوئی، جبکہ وفاق میں انہیں اپوزیشن لیڈر ہونے کا اعزاز حاصل ہوا اور اس بنا پر سینٹ میں بھی انہیں خاصی پذیرائی نصیب ہوئی۔

گذشتہ پانچ سال میں ان کی کارکردگی کا اگر سرسری جائزہ لیا جائے اور دیکھا جائے کہ صوبہ سرحد میں برسر اقتدار اور بلوچستان میں شریک اقتدار رہ کر انہوں نے کیا خدمات سرانجام دی ہیں، عوامی مسائل کس حد تک حل کیے، امن وامان کی کیا صورتحال ہے، بے روزگاری کا کس حد تک خاتمہ ہوا، مہنگائی پر کس حد تک قابو پایا جاسکا، انصاف کا کس قدر بول بالا ہوا، رفاہی کام کتنے ہوئے، لوگوں کو ضروریات زندگی کس حد تک ملی، تعلیم کے میدان میں کیا پیش رفت ہوئی۔ تو ہم دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ عرض کریں گے کہ انتہائی مایوسی ہوئی۔ متحدہ مجلس عمل کی کارکردگی نہ ہونے کے برابر تھی۔ ان کی اور دیگر

صوبوں میں قائم مسلم لیگ ''ق'' کی حکومتوں میں کوئی فرق نہ تھا۔ بدامنی عروج کو پہنچی' قتل و غارت' ڈاکے' رہزنی' چوری' اغواء برائے تاوان' کے واقعات میں تناسب نہ صرف برابر بلکہ دیگر صوبوں سے تمام اشتہاری مجرموں کو سرحد میں پناہ ملتی رہی۔ حتیٰ کہ اغواء ہونے والے سرحد سے برآمد ہوئے۔ افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ سب سے زیادہ بم دھماکے اور خودکش حملے سرحد میں ہوئے۔ انتخاب کے وقت عوام سے کیے ہوئے وعدے طاق پر رکھ دیئے گئے۔ جیسی حکومت ملی اس سے بدتر حالات کے ساتھ رخصت ہوئے۔

وفاق میں متحدہ مجلس عمل کی مرکزی قیادت موجود رہی۔ لیکن ان کے طرزِ سیاست اور دوغلے پن نے علماء کے وقار کو داغدار کر دیا اور لوگ یہ بات سمجھنے میں حق بجانب تھے کہ یہ حکومت کی بی ٹیم ہے اور ہر آڑے وقت میں حکومت کی ڈوبتی ناؤ بچانے کے لیے اپنا کندھا پیش کر دیتی ہے۔ اسمبلی کے اجلاس میں ان کا طرزِ عمل بچگانہ رہا اور سب سے سیاہ کارنامہ سترھویں ترمیم کی شکل میں سامنے آیا۔ جس پر قائدین اپنی غلطی کا اعتراف بھی کر چکے ہیں۔ بظاہر حکومت کی مخالفت کرتے رہے' لیکن درپردہ ایسا طرزِ عمل اختیار کرتے رہے جس سے حکومت کو فائدہ پہنچتا رہا۔ لوگ نہ صرف بدگمان ہوئے' بلکہ اپنی جماعتوں سے متنفر ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ متحدہ مجلس عمل کے بار بار اعلان پر بھی لوگ سڑکوں پر نہ آئے اور کسی بھی احتجاجی تحریک کا حصہ نہ بنے اور متحدہ مجلس عمل ناکام ہوتی چلی گئی۔

پاکستان میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو منافقت' دوغلے پن کو سیاست قرار دیتا ہے۔ ان کے نزدیک پاکستان کے آئیڈیل سیاستدان مولانا فضل الرحمٰن ہیں۔ جنہوں نے حکومت اور اپوزیشن کے مزے لوٹے اور ایسا طرزِ عمل اختیار کیا کہ جس سے طرفین کو راضی رکھا۔ اگرچہ ان کے فیصلے عوامی توقعات کے خلاف ہوتے لیکن انہوں نے کسی موقعہ پر اس کی نہ پرواہ کی اور نہ ہی ندامت کا اظہار کیا۔

اب جبکہ پانچ سالہ مدت پوری ہو چکی ہے۔ سرحد اسمبلی کو خود تحلیل کر چکے ہیں۔ قومی اسمبلیوں سے مستعفی ہو چکے ہیں اور متحدہ مجلس عمل خطرے میں ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن اور قاضی حسین احمد میں شدید اختلافات ہیں اور متحدہ مجلس کا مستقبل مخدوش نظر آتا ہے۔ لیکن یہ اختلاف بھی دراصل مفادات کی جنگ

ہے۔جس کے حصول کے لیے زور آزمائی ہو رہی ہے۔خصوصاً صدر کے انتخاب کے موقعہ پر جو کھیل کھیلا گیا' وہ کسی سے مخفی نہیں ہے اور کس طرح صدر صاحب کو فائدہ پہنچایا گیا۔

متحدہ مجلس عمل دینی جماعتوں پر مشتمل ایک پلیٹ فارم ہے۔جس میں دینی جماعتوں کے سرکردہ علماء و مشائخ شامل ہیں۔جن کے علم و فضل کے لوگ معترف ہیں اور ان کا بے حد احترام کرتے ہیں اور ان سے بجا طور پر توقع رکھتے ہیں کہ ان کا طرزِ عمل روایتی سیاست سے مختلف ہوگا۔دھوکہ' فریب' منافقت اور دوغلے پن سے کوسوں دور ہوں گے اور آخرت کی جوابدہی کا احساس ہوگا اور ایک ایسی سیاست متعارف کرائیں گے جو حقیقی معنوں میں اسلامی ہوگی اور جس میں خیر خواہی' اصلاح اور خدمت کا پہلو غالب ہوگا۔مگر افسوس ایسا نہ ہو سکا۔عوام الناس میں بیٹھ کر اس کا صحیح اندازہ ہوتا ہے کہ لوگ مجلس عمل کے بارے میں کیسے کیسے تبصرے کرتے ہیں اور کیسی رائے کا اظہار کرتے ہیں اور ایسے جملے کستے ہیں' جن کا تذکرہ یہاں ممکن نہیں ہے۔قائدین کے طرزِ عمل اور حسن سلوک کی بدولت تمام علماء اور کارکنان کا احترام لوگوں کے دلوں سے اب انتخاب کے موقع پر کس منہ سے لوگوں کا سامنا کریں گے۔

اس لیے ہماری متحدہ مجلس عمل سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ اپنا قبلہ درست کریں۔آپس کے اختلافات کو ختم کریں اور عوام کی امنگوں اور توقعات پر پورا اُتریں۔تاکہ آئندہ انتخابات میں سرخرو ہو سکیں' ورنہ دیوار پر لکھا بہت واضح نظر آ رہا ہے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

مفاہمتی آرڈیننس .... بندر بانٹ کی بدترین شکل

آمر اور ڈکٹیٹر کا مکروہ ترین عمل وہ احکامات ہوتے ہیں جو وہ اپنے اقتدار کے تحفظ کے لیے جاری کرتا ہے۔جو نہ صرف جگ ہنسائی کا ذریعہ ہوتے ہیں' بلکہ اس میں عقل و دانش نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ اسے اس بات سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ ان فرامین سے لوگوں پر کیا اثرات مرتب ہوں گے یا لوگ اس

سے کیا مطلب اخذ کریں گے؟ بلکہ اس کے نزدیک جو فرمان اس کے اقتدار میں ایک دن کا اضافہ بھی کرے، وہ بہت مفید اور قومی مفاد میں ہے۔ موجودہ مفاہمتی آرڈیننس بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے، جو طرفین کی خود غرضی، ذاتی مفادات اور بدعنوانی کو تحفظ دینے کی بدترین مثال ہے۔

غالبًا یہ دنیا کا منفرد واقعہ ہے کہ ایک آمر مطلق اربوں روپے کی کرپشن اور لوٹ مار کو بیک قلم مفاہمت کے نام پر اس لیے معاف کر رہا ہے تاکہ وہ لوگ اسے مزید پانچ سال ایوان اقتدار کے مزے لوٹنے دیں اور وہ اس لیے آمر کو قبول کر رہے ہیں تاکہ ان کی بدعنوانیوں، غلط کاریوں اور لوٹ مار سے حاصل اربوں روپے کو تحفظ مل سکے۔ بندر بانٹ کی اس سے بدترین شکل اور کیا ہو سکتی ہے؟ مفادات کے اس کھیل میں کسی کو بھی شرم وحیاء نہیں، حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ اس سے کس کو فائدہ پہنچا ہے۔ مگر طرفین اسے وسیع تر قومی مفاد قرار دے رہے ہیں۔ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت کے مصداق جب انسان شرم وحیاء سے عاری ہو جائے تو جو چاہے کرے، کون اس کا ہاتھ روک سکتا ہے۔

چونکہ اب یہ آرڈیننس عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے، اس لیے اس پر مزید تبصرہ مناسب نہیں۔ البتہ ایک بات بڑی واضح ہے کہ یہ آرڈیننس کم از کم بے نظیر کے حق میں کسی طرح بھی نہیں ہے۔ اگر وہ ان تمام مقدمات کا عدالتوں میں سامنا کرتی اور عدالتیں اسے بری کر دیتیں تو قوم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوتی کہ یہ سچی ہیں۔ لیکن چور کی داڑھی میں تنکا کے مترادف یہ بات واضح ہے کہ انہوں نے صدارت کے لیے راستہ ہموار کرنے کے لیے یہ شرط عائد کی کہ تمام مقدمات کو ماورائے عدالت ختم کیے جائیں اور لوٹی ہوئی دولت کے تحفظ کا پروانہ جاری کیا جائے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ وہ عدالتوں میں ان مقدمات کا سامنا نہیں کر سکتیں۔ یہ آرڈیننس آمریت کے تحفظ کی مکروہ ترین شکل ہے۔ جس کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کی جانی چاہیے۔ ویسے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ لوٹی ہوئی قومی دولت کو اس طرح معاف کر دے۔ یہ قومی امانت میں خیانت اور بددیانتی ہے۔ ہم عدالت عالیہ سے بھی بجا طور پر توقع رکھتے ہیں کہ وہ انصاف کا بول بولا کریں گے۔ لوٹ مار سے حاصل کردہ اربوں روپے قوم کو واپس دلائیں گے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆